



بلوچستان صوبائی اسمبلی



مباحثات

شنبہ - ۲۲ جون ۱۹۶۲ء

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
۱	تلاوت کلام پاک وترجمہ	۱
۲	سالانہ بجٹ پر عام بحث	۲

شمارہ شانزدهم (۱۶)



جلد ہفتم

ممبران جنہوں نے اجلاس میں شرکت کی

- ۱۔ جام امیر غلام قادر خان
 - ۲۔ نواب عوثہ بخش ریشانی
 - ۳۔ مولوی صالح محمد
 - ۴۔ مولوی محمد حسن شاہ
 - ۵۔ امیر یوسف علی مگسی
 - ۶۔ حیدر سیف اللہ خاں پراچہ
 - ۷۔ میر شاہنواز خان شاہ پریان
 - ۸۔ تھان محمد خان اچکزئی
 - ۹۔ میر صاحب علی بلوچ
 - ۱۰۔ سردار انور جان کھیران
 - ۱۱۔ نواب نامہ تیمور شاہ جوگیزئی
-

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز شنبہ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۷۷ء

زیر صدارت میر قادر بخش بلوچ، چیئرمین اسپیکر

ٹھیک دس بجے شروع ہوا

تلاوت کلام پاک و ترجمہ از قاری افتخار احمد کمالی خلیف

اعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ لَسْمَلْنَا اللّٰهَ الرَّحْمٰنَ الرَّحِيْمَ
يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّبِ السَّجِّيلِ لِكُتُبٍ وَّكَمَا نَبْدُ اَنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيْدُهُ وَّوَعْدًا
عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فَعٰلِيْنَ ۝ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزُّبُوْرِ مِنْ قَبْلِ الذِّكْرِ اٰتِ الْاَرْضِ بِرَشْحٍ اَعْيَابِي
الضَّالُّوْنَ ۝ اِنَّ فِيْ هٰذَا الْبَلٰغِ الْقَوْمِ عِبْدِيْنَ ۝ وَ مَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا حَسْرَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيْمُ (سے ۲۱ = آیات ۱۰۰ تا ۱۰۷)

یہ آیات کریمہ جو تلاوت کی گئی ہیں، سترھویں پارہ کے ساتویں رکوع کی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی، شیطان مرود سے ۔ شروع اللہ کے نام سے جوڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

وہ دن یاد رکھنے کے قابل ہے۔ جس روز ہم آسمان کو لپیٹ دیں گے۔ جس طرح کاغذات کا طر مار لپیٹ دیا جاتا ہے

جس طرح ہم نے اول بار پیدا کرنے کے وقت ابتدا کی تھی، اسی طرح اُسے دوبارہ کر دیں گے۔ یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے،

ہم ضرور اُسے کر کے رہیں گے، اور ہم نے کتب آسمانی میں لکھ رکھا ہے، لوح محفوظ (میں لکھنے) کے بعد، کہ زمین کے وارث

میرے نیک بندے ہی ہوں گے۔ بیشک اس قرآن میں بڑی تبلیغ ہے۔ بندگی کرنے والوں کے لئے

اور ہم نے آپ کو دنیا جہاں پر، اپنی رحمت ہی کے لئے بھیجا ہے۔

طرطوطی اسپیکر - آج بحث پر عالمِ بحث کا دورِ سراوین ہے کی مولوی صالح محمد صاحب نے اپنی تقریر
شروع کی تھی وہ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

فدیر منصور بیدی و ترقیات و آبپاشی - (مولوی صالح محمد)

اعوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
وَإِنْ شِئْتُمْ لَا زَيْدَ لَكُمْ. وَلَئِنْ كَفْتُمْ. إِنَّ
عَذَابَنَا لَشَدِيدٌ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "اگر تم میرا شکوہ اور گمراہی کو بھروسہ میں تمہارے
لئے اپنی برکتوں میں مزید اضافہ کروں گا۔ اور
اگر تم نے کفر کیا اور مجھ سے بناوٹ کی
تو یاد رکھو میرا عذاب نہایت شدید اور سخت ہے"

لہذا ہمیں چاہیے کہ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی چھوٹی بڑی سے چھوٹی نعمت بھی مل جائے ہمیں اس پر
شکر گزار ہونا چاہیے۔ مسلمان پر یہ فرض ہے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ کفرانِ نعمت کرنے والوں
کے لئے میرا عذاب سخت ترین ہے۔

تو میرا کہنے کا مطلب یہ تھا کہ پاکستان جو اللہ تعالیٰ نے ہم کو بخشا ہے۔ دراصل ہم
پاکستانیوں پر اُسکا احسانِ عظیم ہے۔ خدا نے ہمیں ایسی زمین بخشی ہے جو درخیز ہے، آباد ہے اور
پھر یہ بھی دیکھیں کہ پاکستان بنتے وقت خدا نے ہمیں کتنے سینے اور قابل لوگوں کی خدمات
سے سرفراز کیا۔ ہم نے تمام سے دھوکا کھایا، ہم اس تک میں اسلامی نظام نافذ کریں تھے لیکن یہاں ہیں

ہم ۷۲-۷۳ء تک اس بات کو پورا کرنے میں ناکام ہوئے ہیں۔ اسلئے ہم لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آنا ہے وہ ضرور آنا ہے۔ اب پاکستان پینڈیا ہارٹی ٹی گورنمنٹ نے جو آئین بنانا ہے اس میں صلیف پور پر لکھا گیا ہے کہ پاکستان کا مرکزی مذہب اسلام ہوگا اور کہ فی تلاقہ اسلامی اصولوں کے منافی نہیں بنایا جائیگا ہمارے جتنے بھی دینی مدارس ہیں اور اس میں جو لوگ پڑھاتے ہیں اور جو اس میں پڑھتے ہیں وہ سب خرچ وغیرہ چیزوں سے پورا کرتے ہیں پورا خیال ہے کہ ہمیں اس مسئلہ پر پورے طور پر دینی چاہیے۔ کچھ سالوں میں مطالبہ کیا تھا اور محکمہ اوقاف کو لکھا تھا کہ دینی مدارس میں بھی ہم کچھ نہ کچھ دیں۔ انگریزی تو برطانیہ سے آتی ہے اور اپنے دین کی یہاں تبلیغ کرتی ہے۔ نرپائی جبکہ نیک مذہب کو ۸۰ سال ہوئے ہیں وہ لوگ اپنے دین کی تبلیغ کے لئے کوشاں ہیں۔ اپنی پیداوار کا سولہواں حصہ اس سلسلے میں اپنے مرکز کو دیتے ہیں۔ اور ہم ہیں کہ اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں کر رہے اور ہم نہیں سمجھتے کہ یہ غلط چیز ہے۔ ہم اسکولوں میں پڑھانے کے لئے جو کتابیں چھاپتے ہیں میرے خیال میں اس کے لئے ایسے دانشمند عالم کی خدمات کی غائش و دین کی بھی سمجھ رکھتے ہوں۔ اردو بھی اچھی طرح سمجھتے ہوں اور جو اساتذہ ہم رکھیں وہ لہجہ قریبہ کار اور ایجوکیٹڈ ہونے چاہیں۔ اور وہ مذہب تقسیم کے لوگ ہوں۔

وزیر تعلیم - دبیر یوسف علی خان منگی، بلائمنٹ آف آرٹس - کچھ دن پہلے مولوی صاحب انگلش پڑھنے پر واک آؤٹ کر گئے تھے اب میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ خود انگلش کے لفظ استعمال کر رہے ہیں۔ کیا انکی انگلش پڑھنے پر ہم بھی واک آؤٹ کر سکتے ہیں۔ (قہقہہ)

وزیر مصلحتوں بندہ ترقیات و آبپاشی - جو کچھ بھی حکومت سے ہو سکتا ہے میں کہوں گا کہ وہ اوقاف کو دے تاکہ ہم اپنے دین کے لئے بھی کچھ نہ کچھ کر سکیں۔ محکمہ اوقاف میں جو خلیب، امام اور مبلغ ہیں انکو تنخواہ جو رکھی گئی ہے وہ چھڑا اس کی تنخواہ سے بھی کم ہے۔ پانچ، چھ دنوں میں نے معتدالیات سے یہ مطالبہ کیا کہ اس پر نظر ثانی کی جائے۔ میرے خیال میں یہ تنخواہ ایک خلیب کی تو بہن ہے۔ میرے خیال میں خلیب کی تنخواہ جیڈ ماسٹر کے برابر ہونی چاہیے۔ اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو کم از کم سیز انگلش ٹیچر کے برابر ہونا چاہیے۔ دین کے مبلغ کے لئے اچھا اسکیل ہونا چاہیے۔ ایسا کیا گیا۔

تو دین کی توہین ہے۔ یہاں کے عوام اچھے مسلمان ہیں اور نیک مسلمان ہیں وہ یہ توہین برداشت نہیں کر سکتے۔ اس میں شک نہیں کہ یہاں زیادہ تر سردار منتخب ہو کر آئے ہیں۔ ان میں سے دو ایک کے بجائے باقی کو اس میں دلچسپی نہیں کہ عوام کے لئے کچھ کیا جائے۔ وہ جو کچھ کرتے ہیں اپنی ذات کے لئے کرتے ہیں، اپنی مرداری قائم رکھنے کے لئے کرتے ہیں۔

اب میں خد اک کی بات کرتا ہوں۔ کوئٹہ سے نوکٹھی اور ماشکیل تک اور مکران کو ہڈیہ کراچی غلہ حکومت کے نزدیک ہوتا ہے۔ اس لئے عوام کو سستا ملتا ہے۔ لیکن یہ انتظام ہمارے علاقے کے لئے نہیں ہے۔ کوئٹہ سے کاکڑ خراسان تک جو تین سو میل دور ہے خریدار کو اپنے خرچہ پر لے جانا پڑتا ہے جسکی وجہ سے وہاں کے لوگوں پر بہت مہنگا پڑتا ہے۔ مسلم باغ میں گودام مکمل ہو چکے ہیں۔

وزیر تعلیم۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ ابھی تک سبھی میعلوم نہیں ہو کہ مولوی صاحب بھٹ کی حمایت کر رہے ہیں یا مخالفت۔

سپر ڈپٹی اسپیکر۔ شکھی صاحب آپ انکی تقریر میں مداخلت نہ کریں۔

وزیر منصوبہ بندی ترقیات و آبپاشی۔ میں کہہ رہا تھا کہ مسلم باغ میں گودام مکمل ہو چکے ہیں گاڑیاں بھی جاتی ہیں۔ ریلیں بھی جاتی ہیں بھر کیا وجہ ہے کہ حکمہ خوراک غلو وہاں نہیں اسٹور کرتا۔ اور وہاں کے لوگوں کو وہاں سے سہلائی نہیں کرتا۔ انہیں کیوں مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ کوئٹہ سے خریدیں اور عوام کو غلہ مہنگا پڑے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ شعوب اور کاکڑ خراسان وغیرہ کے علاقے میں جو غلہ یہاں سے جائے۔ اس کا خرچہ مگر خود برداشت کئے۔

دین کے لئے بھی ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہاں سے خیال میں وہ ٹھنڈا ہو گا۔ کل میرے پاس ایک آدمی آیا اس کے نہ ڈر ہی تھی نہ بچھہ صوفیوں کے ہوا تھا۔ وہ مولوی عبدالحمید کا ساتھی تھا۔ اس نے کہا کہ آپ احمدیوں کے بارے میں قرارداد پیش کریں۔ ورنہ ہم یہ کریں گے وہ کہیں گے۔ حالانکہ جب ہم نے انتخاب کے زمانہ میں اس سے سنا تھا کہ کہہ کر اس نے کہا کہ ہم تاج محمد جمالی کے ساتھ ہیں۔ اس انتخاب میں مولانا عبدالغفور صاحب جمعیت کی طرف سے امیدوار تھے۔ مولانا صاحب

بہت نیک انسان ہیں لیکن اس نے تاج محمد جلالی کا ساتھ دیا اور وہ کامیاب تو ہو گیا ہے حالانکہ اسے اسلام کا پتہ بھی نہیں ہے اور کونچہ کا بھی صفایا کیا یہ تو خلاف سنت چیز ہے ہمارے آئین میں صاف لکھ دیا گیا ہے کہ ہمارا مذہب باطل مسلمان ہوگا۔ ہمارے فذیر اعظم نے جو تقریر کی ہے اس میں اس نے صاف کہہ دیا ہے جو ختم نبوت پر یقین نہیں رکھتا ہے وہ مسلمان نہیں ہے ہم مسلمان ہیں اور ہمیں ختم نبوت پر ایمان ہے انہوں نے کہہ دیا ہے کہ یہ معاملہ تو ہی اسمبل میں پیش کیا جائیگا۔ اور یہ مناسب جگہ ہے اور فیصلہ کریجے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے لڑائیت کے بارے میں صاف کہہ دیا ہے۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا أَحَدٍ مِنْ الرِّجَالِ لَكُمُ وَاللَّهُ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا سَآءَ لَيْسَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا كُنَى أَدْرُوسُ لَمْ يَكُنْ نَبِيًّا أَمَّا كَيْفَ تَقُولُونَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَنْ ذَاكَ وَهِيَ حَيْجُ بَاتِ نَبِيٍّ تَحَى۔ اس سلسلہ میں ہم اوروں کو نہیں کہیں گے۔ لولا نامور دھکا صاحب کا گھر بھی لاہور میں ہے قادری کا گھر بھی لاہور بارہویہ میں ہے یا نزدیک ہے وہ بھی اپنی تبلیغ اور علم سے اس کو نہیں روک سکے۔ ہمارے صوبہ میں تو فرزانی بہت ہی کم ہوں گے۔ میرے خیال میں جس شخص کو دین کا توڑ اس میں علم ہے تو وہ لڑائیت سے دستبردار ہو جائیگا۔ اور آپ نے پڑھا ہو گا کہ مبلغ دین کی تقاریر سے لڑائی بجز خاندان مسلمان ہو رہے ہیں وہ لڑائیت سے دستبردار ہو گئے۔ تو ہم اپنے صوبہ میں تو دین کے لئے بہت کوشش کرتے رہیں گے۔ کوئی دشوار کاری کی بات نہیں ہے اور بھی مسلمان ہو جائیں گے۔

حکمر تعلیم کے لئے بجٹ میں جو رقم مخصوص ہے وہ کافی ہے اور اگر کم ہے تو ہم اسپر بھی شکر گزار ہیں۔ (تالیان)

کوئی نیا ٹیکس تو نہیں کیا گیا ہے ٹیکس تو عوام سے وصول ہوتے ہیں ہم عوام کی خدمت کرتے رہیں گے۔ اس لئے ہم اسکی حمایت بھی کرتے رہیں گے۔ تعلیم کے بارے میں ایک بات ضرور عرض کرونگا وہ یہ کہ فورٹ سنڈھین سے بیکر قند سیف اللہ تک تقریباً سو میل تک کے لئے صرف ایک ہائی اسکول ہے جو کم ہے میں بہ زور سفارش کرتا ہوں کہ وہاں ایک اور ہائی اسکول کھولا جائے۔ بڈل سکولوں کی تعداد بھی آبادی سے کہیں کم ہے صرف ایک ضلع کے عوام کی آبادی ۲ لاکھ سے زیادہ ہوگی۔ اور میرے خیال میں یہ سراسر نا انصافی ہے۔ میرا خیال ہے کہ بیڑے ساتھی اسکے تدارک کے لئے کچھ نہ کچھ کریں گے۔ اسکے علاوہ میری تجویز ہے کہ صوبے کے ہر بڈل اور ہائی سکول میں ایک معلم دینیات اور معلم قرآن کی تعیناتی بے حد ضروری ہے۔ تاکہ بچے دینی علوم کے زیور سے بھی آراستہ ہو سکیں۔ ان معلموں کی تنخواہ کا اسکیل بھی صحیح ہونا چاہیے۔ پہلے کی نسبت تو اب معلموں کی تنخواہ زیادہ ہے لیکن اب بھی یہ بہت کم ہے۔ ہمیں امید ہے کہ انشاء اللہ تاملے ہر بڈل کو ہائی اسکول میں ایک معلم قرآن و دینیات کا تقرر کیا جائے۔ کیونکہ یہ بہت ضروری ہے کہ قوم کے ہر بچے کا اخلاق اچھا ہو۔ اور

اسلامی اصولوں سے واقفیت بہت ضروری ہے کیونکہ ہمیں سمجھنا ہوں کہ ہمارے نوجوانوں کا اخلاق اچھا نہیں ہے۔

مسٹر محمود خان اسپکنری - دیکھئے مولانا صاحب آپ زیادتی کر رہے ہیں۔

وزیر منصفیہ بندہ و ترقیات و آبپاشی - نہیں ایسا نہیں ہے۔ آج کل تو ہم فرد اور عورت میں فرق ہی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ لڑکوں کے لمبے لمبے بال ہیں مجھ کو ان سے اکثر واسطہ پڑتا رہتا ہے اور مجھے شکل پیش آتی ہے۔ میرے پاس تو عام طور پر ایسے لڑکے اپنے کام کے لئے آتے رہتے ہیں۔ (قہقہہ)

وزیر تعلیم - (میر یوسف علی خان مگسی) پرائیمنٹ آف آرٹس۔ جناب میرے بال تو جوانی میں بڑے ہوتے ہیں مگر مولانا صاحب کے بال تو بڑھاپے میں مجھ سے بڑے ہیں۔

وزیر منصفیہ بندہ و ترقیات و آبپاشی - جناب یہ تو ہمارا رواج ہے مجھے یاد ہے کہ نواب زادہ تیمور شاہ کے والد صاحب کے بال میں نے دیکھے تھے جب میں چھ ماہ تھا۔ اس وقت انکے بال بہت ہی لمبے تھے۔ ان میں بوجھتا ہوں آیا یہ اچھا اخلاق ہے اخلاق کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان اپنے سے بڑے عروالے آدمی کا احترام نہیں کرتا وہ ہماری یعنی مسلمانوں کی جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ یعنی قرآن کریم میں حکم ہے کہ اگر مسلمانوں کے درمیان کوئی جھگڑا پیدا ہو جائے تو آپ اسکو قرآن کریم اور حدیث نبوی کے سپرد کریں یعنی اپنے جھگڑوں کے فیصلے قرآن کریم کے احکامات اور رسول کریم کی حدیث کا روشنی میں بخوبی حل کر لو مگر اسکے لئے مومن ہونا شرط ہے اسی صورت میں ہی ہم اپنے جھگڑے فیصلہ کے لئے قرآن کریم اور رسول اللہ کے سپرد کر سکتے ہیں۔

ایک فردی بات یہ ہے کہ عدالتوں میں جو چھ سات سات سوال کے پرانے مفادے تصفیہ طلب ہیں اور علیہ کے صاحبان ان کے فیصلے نہیں کر سکتے اسکی ایک مثال میں پیش کرتا ہوں مجھے معلوم ہے کہ جہاں سے علاقہ مسلم باغ کا ایک شخص دکن کی کان میں شہید ہو گیا۔ کان اسکے اوپر گر گئی اور تحقیقات کرنے کے بعد اسٹینٹ

یا پٹھان۔ جیسا کہ میں نے کہا اس وقت تک سیشن کی عدالت میں پیشی نہیں ہو سکتی جب تک کوئی وکیل مقرر نہ کر لیا جائے۔ اسکے لئے لوگ اپنی زمینوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ اور یہ رقم اپنی پیشیوں پر ختم کر دیتے ہیں۔ بھڑاد ہے ایک شخص عبدالرحمن کے ساتھ کہیں گئے ہیں غلام نبی نامی شخص کی زمین فروخت ہو گئی آپ ہی بتائیں کیا آپ کے خیال میں یہ اسلامی بات ہے۔ اسلئے میں کہتا ہوں کہ اسلامی نظام رائج کیا جائے۔ اس سلسلہ میں میں نے سلاطین دوستوں سے بات کی ہے۔ دہلیانی صاحب، حفیظ میرزا صاحب، مولانا کوثر نیازی صاحب، اور سب سے بڑھ کر وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے اس کا وعدہ بھی کیا ہے کہ یہاں اسلامی نظام نافذ کیا جائے گا۔ اپنے صوبائی وزیر قانون اور پارلیمانی امور نے وعدہ کیا ہے کہ اسمبلی کے اسی اجلاس کے دوران اس سلسلے میں باقاعدہ لی پیش کر دیں گے۔

اب کچھ باتیں زراعت کے بارے میں کہنا چاہوں گا۔ ہمارے علاقے، مسلم باغ، لورالائی اور قلعہ سیف اللہ میں جو باغات ہیں یہاں انکی دیکھ بھال کے لئے کوئی مستقل بیلدار موجود نہیں ہے۔ اور ضلع ٹوبہ میں بھی ایک بیلدار ابھی تک پکا نہیں ہے۔ جب وہاں پیوند کرتے ہیں تو وہ بیلدار کوڑے سے لے جاتے ہیں۔ وہاں میرے پاس ایک بیلدار ہے زیارت سے لوگ آتے ہیں اسکو پیسے دیتے ہیں اور لے جاتے ہیں۔ میں نے اسکی سفارش بھی کی تھی کہ اسکو پکا کیا جائے۔ ہمارے فورٹ سنڈھین میں دو آدمی ہیں جو ڈیرہ غازیخان کے شائد رہنے والے ہیں۔ اسی طرح ہمارے مسلم باغ اور قلات میں کوئی بیلدار نہیں ہے۔

اب صنعت کاری کا طرف آتا ہوں میرے خیال میں آپ لوگوں کو پتہ ہو گا کہ ہمارے لورالائی میں کوئی کارخانہ نہیں تاکہ اسکے عوام کے لئے روزگار پیدا ہو جائے۔ وہاں معدنیات بہت زیادہ ہے۔ لورالائی میں اب بھی لوگوں کو علم ہے کہ جوٹی کچھیران اور سولہ خیل میں کوئلہ ہر جگہ پر ملتا ہے۔ ہمارے مسلم باغ سے لیکر فورٹ سنڈھین تک کوئلے کی بہت بڑی کانیں ہیں ہمارے کوئلے کی جو کانیں ہیں وہ ۳۵ سال کی لیز پر ہیں آپ میں نے سنا ہے کہ چونکہ بینک نیشنلائز ہو گئے ہیں شائد اسکی وجہ سے پیسے نہیں ملتے۔ انہوں نے تقریباً کام بند کر رکھا ہے اور کام کے رک جانے کی وجہ سے پانی اب ہزاروں ٹن پیسے چلا گیا ہے۔ ہر ایک کان میں پانی ہوتا ہے۔ اور باقاعدہ مشینیں ہیں جو اس پانی کو خشک کرتی ہیں۔ مزدور اس پر کام کرتے ہیں اب کام کے ترک جانے سے خدا کی امتہ یہی حالت رہی تو ہمارے پہاڑ ضرور گر جائیں گے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر اس میں کام شروع کر دیں تو پتھر چٹے میرے خیال میں کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ وہاں قبائلی علاقہ ہے اور وہ لوگ نہیں جڑتے ہیں یہ سراسر غلط ہے۔

اسلئے کہ ہمارے خان حبیب اللہ خان کی بھی زمین ہے۔ پراجہ صاحب بھی بیٹھے ہیں انکی بھی زمین ہے ان صاحبان کو اس بارے میں کچھ نہ کچھ تکلیف دیں تو ہو سکتا ہے اور ہم نے ابھی تک کسی کو تکلیف نہیں دی ہے۔

موصلات کی کارکردگی کے بارے میں گزارش ہے کہ ہماری جتنی سڑکیں ہیں وہ پچاس سال سے چالو ہیں۔ ہمارے فورٹ سنڈھین میں نیشنل ہائی وے روڈ ہے جو صوبہ سرحد سے ملتی ہے۔ اس پر ابھی تک کچھ کام نہیں ہوا۔ جو سا فراس پر سفر کرتے ہیں انکو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ وہاں ہماری جو ایس کیپیاں ہیں انہوں نے مطالبہ کیا ہے اور میرے خیال میں جہاں صاحب کے پاس آئے تھے کہ ہم ٹیکس نہیں دیں گے۔ جب تک سڑکیں ٹھیک نہیں ہوں گی۔ چونکہ ہماری بس کی گارنٹی ایک سال ہے اسلئے سڑک ٹھیک نہ ہوگی تو یہ بسیں جلد ہی خراب ہو جائیں گی۔ سڑک پر کام جارہا ہے یا نہیں اس کے بارے میں مجھے معلوم نہیں ہے۔

بجلی کے بارے میں ہم مرکز کے شکرگزار ہیں انہوں نے جو وعدہ کیا ہے کہ ۳۰ کلو واٹ کا جرنٹر منگوا دیں گے۔ وہ میرے خیال میں چھوٹا ہے اس سے تو آبپاشی کا کام بھی نہیں ہو سکتا۔ میں نے کہا تھا کہ اسکو کچھ بڑا کرادیں تو بہتر ہوگا۔ بعض علاقے ایسے ہیں جہاں آبپاشی کی بہت ضرورت ہے۔ جیسے ہمارے شاہ پانی صاحب نے کہا تھا کہ گدو بیراج سے لائی جائے۔

میر شاہنواز خان شاہ پانی - میں نے گدو بیراج نہیں کہا تھا۔ میں نے کہا تھا گدو کر سے مت لاؤ۔

وزیر منصوبہ بندی ترقیات و آبپاشی - یہ کہتے ہیں تو میرے خیال میں پہلے اسٹاٹسٹک کر لے گا۔ یہ ہمارا منصوبہ بن گیا ہے ہم انشاء اللہ ایسا کریں گے اور کسی پر کوئی منت نہیں ہوگی اس کے علاوہ انہوں نے جو کہا تھا کہ پیٹ فیڈ سے بجلی لائی جائے تو اس منصوبے پر ۳،۳ کروڑ روپے صرف آئیں گے۔ پھر یہ مشکل ہو سکتا ہے۔ میں اسلئے کہتا ہوں کہ جو اہم مسائل ہیں پہلے ان پر پیسہ خرچ کرنا چاہیے۔ اور آہستہ آہستہ سب کام انشاء اللہ مکمل ہو جائیں گے۔ مشکل یہ ہے کہ جو علاقہ سندھ میں ہے وہ لوگ نہیں کہتے ناگروہ کریں تو ہم ضرور دیکھیں گے۔ یہ بین القواہلی مسئلہ ہے اگر انہوں نے ایسا کیا تو یہ مسئلہ بہت جلد حل ہو جائیگا۔

(تالیاں)

موصلات کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ٹھیکدار کام نہیں کرتا ہے تو ٹھیکدار سے کام لے لو۔ ہم نے کل تک یہ

کیا تھا کہ شاید خدا جانتا ہے کہ دس لاکھ رکھے گئے ہیں یا نہیں دس لاکھ روپے سے ایک سو میل کیا پکا ہوگا۔ حالانکہ ایک اور جگہ کے لئے نو میل کے لئے دس لاکھ روپے رکھے گئے تھے۔ اور ہمارے یہاں ساری روڈ کے لئے تیس میل کیلئے دس لاکھ روپے رکھے گئے ہیں شاید یہ رقم پچھلے سال رکھی گئی تھی۔ اس سال پتہ نہیں کتنی رقم ہے آپ نے ٹھہرا ہوگا۔ ابھی ہمارے علاقہ اپنی زمین میں کوئی اسکیم مکمل نہیں ہوئی۔

وزیر تعلیم - پوائنٹ آف آرڈر - میں مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ انہوں نے کچھ کے لئے کتنی رقم رکھی ہے۔

مسٹر ڈی پی اسپیکر - یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

میر صاحب علی بلوچ - پوائنٹ آف آرڈر - مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ دو کروڑ روپے تو ٹھیکہ پر دی جاتی تھی کونسا کہاں سے

مسٹر ڈی پی اسپیکر - یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ مولوی صاحب اپنی تقریر جاری رکھیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات و آبپاشی - ہمارے علاقے میں تو بجلی نہیں ہے جتنے ٹیوب ویل ہیں ڈیزل سے ہیں۔ بانی تو الحمد للہ زیر زمین بہت زیادہ ہے کاربنیٹ بھی کامیاب کاربیز ہیں۔ مگناں پر بھی ہر سال کچھ نہ کچھ خرچ کیا جاتا ہے تو ہم نے کہا تھا کہ تین سال کے عرصہ میں ہمارے علاقے کی کسی تحصیل میں کوئی اسکیم نہیں۔ شاید میری ذات کی وجہ سے کوئی اسکیم نہیں رکھی گئی۔ گذشتہ دنوں تو ہمارے لیڈر کا حکم تھا۔

مسٹر محمود خان اچکزئی - اب لیڈر کا کیا حکم ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات و آبپاشی - کہ جیٹ پر ہم ضرور تقریر کریں انہوں نے پہلے بھی بار بار

کہا کہ ہم آپ کے علاقے میں بہت اوجھل اور اچھی اسکیمیں رکھیں گے۔ مجھے امید ہے کہ وہ ایسا کریں گے۔
میری دوستی تجویز یہ ہے کہ وطنیے لائق اور قابل طالب علموں کو دیکھے جائیں۔ (تالیان)

ہمارے صوبہ کے لائق اور عزیز طالب علم پر ضرور توجہ دی جائے۔

ہمارے علاقے میں ہر تحصیل میں کاریزوں کا جو مسئلہ ہے عوامی مسئلہ ہے یہ عوامی حکومت ہے اس لئے ہم جو کچھ انشاء اللہ کر سکتے ہیں۔ کریں گے۔ ہم ہر گلی میں تین آدمیوں کی کمیٹی مقرر کریں گے سالے گل والے لوگ اس پر اعتماد کریں گے۔ مقدمات اگر ڈپٹی کمشنر کے انصاف پر چھوڑ دیئے جائیں تو میرے خیال میں یہ درست نہیں ہوگا میرا خیال ہے ۲۵ سال سے اپنے نیکلے سے باہر نہیں نکلا اور آپ دیکھیں تو وہ صرف سردار کو ہی خوش رکھتے ہیں اس سے تو بہتر یہ ہے کہ ایم۔ پی۔ اے صاحبان خود جا کر اپنے علاقوں کو دیکھیں اور مسائل حل کریں۔ اور جا کر دیکھیں کہ لوگ باہر سے افغانستان سے تو نہیں آئے وہ یہ چیزیں جا کر دیکھیں یہ تو صحیح ہے۔ اور اپنے لوگوں کی مدد کریں۔

سیکرٹریٹ، اور نان سیکرٹریٹ کے مطالبہ کا تو سب کو پتہ ہے اگر اسکا جلد تصفیہ کر دیں تو مہربانی ہوگی۔ کیونکہ اسلام ہمیں مساوات کا حکم دیتا ہے اور مساوات کا سبق سکھاتا ہے۔ عزیز امیر کا فرق نہیں سکھاتا۔

قائد ایوان - جناب والا اس سلسلہ میں میں ایک چیز واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ کینیٹ
ٹینگ ہوئی تھی مولوی صاحب بھی شریک تھے اسکے لئے ایک کمیٹی تشکیل دے دی گئی ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات و آبپاشی - کیا فرق پڑتا ہے اکیلے برابر کر دینا۔ اس سے

کیا ہوتا ہے۔ (تالیان)

میرا مطلب ہے کہ سارے بلوچستان میں ایک تنخواہ اور ایک رول ہونا چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ کسی کو چھ مہینے الاؤنس ملتے رہیں اور کسی کو پندرہ مہینے۔ اسکو سردی الاؤنس بھی نہ ملے۔ یہ چیز تو کمیٹی نے منظر کر لیا۔ آپ کو پتہ ہے کہ

فورٹ سنڈین میں راشن ہی کم جاتا ہے اور اس طرح کی پابندی ہمارے کارڈ خرا سان میں بھی رہی ہے۔ یہ بھی تو کمیٹی نے منظور کیا ہے۔ چھ مہینوں کے لئے ملازمین کو ۳۰ روپے کے حساب سے سرمدی الاؤنس دیا جاتا ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ ہمارے علاقوں کو اسپیشل ایریا کا اعزاز حاصل ہونے کی وجہ سے یہ مراعات نہیں مل سکیں۔ اسکے علاوہ ہمارے علاقے۔ کان مہتر زنی اور کارڈ خرا سان میں جہاں غضب کی سرمدی پڑتی ہے۔ دو مہینوں تک راشن نہیں پہنچا گیا۔ اور کوئی آدمی بھی وہاں تین مہینوں تک سرمدی کی وجہ سے تشریف نہیں لے گیا کہ وہاں کے عزیز لوگوں کا حال تو پوچھیں۔

وزیر مالیات و خوراک۔ مولانا صاحب ہم ان سب کو تھرمائیٹر کے مطابق راشن ہم پہنچائیں گے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات و آبپاشی۔ یہ گڑ کسی سے نہیں ہے۔ میری تجویز یہ ہے

کہ وہاں کے لوگوں کو ہر وہ مراعات دی جائیں جو صوبے کے دوسرے علاقوں کو دی جاتی ہیں اور یہ کرنا پڑے گا۔

آخر میں میں وزیر مالیات کو ایک اچھا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کر دینکا واقعی انہوں نے ایک اچھا بجٹ پیش کیا ہے کیونکہ اس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا ہے۔ اور غلام پر اسکا بوجھ نہیں پڑے گا اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ اور میں تو اس پر تشکر گزار ہوں کیوں کہ اگر میں تشکر نہ کروں تو یہ بھی ہم سے جائیگا۔ لہذا جتنا ملا ہے ہم اسکے لئے مشکور ہیں۔

جہاں تک منصوبے بنانے کا تعلق ہے تو میں یہ کہوں گا کہ ترقیاتی منصوبے تمام صوبے کے لئے مفید بنیادوں پر بنائے جائیں۔ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ محکمہ جات کے سیکرٹری صاحبان صرف ایسے منصوبے تیار کریں جن سے انکا مفاد وابستہ ہو۔ اور ہمیں انکو ایسا کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دینی چاہیے۔ اور ان کو ختم کر دینا چاہیے۔ اور میں اپنے محکمہ کے افسروں کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر انہوں نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو میں ان کے ساتھ ایسا ہی کروں گا۔ کیونکہ ہمارے وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی ہی وجہ سے ہمیں اتنی رقمیں اپنے ترقیاتی کاموں کو مکمل کرنے کے لئے ملتی ہیں اور وہ یہ رقم باہر سے اور دوسروں سے لیکر ہمارے لئے فراہم کرتے ہیں۔ لہذا یہ بہت غلط ہے کہ ہم اسکو غلط

طور پر استعمال کریں۔ اور میرے خیال میں جو کچھ بھی کیا جائے۔ سارے صوبے کے لئے مساوی بنیادوں پر کیا جائے۔ کیونکہ ہماری نظر میں صوبے میں سب سلمان ہیں۔ اسلئے ایک ہیں ہم میں نہ کوئی بلوچ ہے نہ پٹھان نہ سندھی اور نہ پنجابی ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ شکریہ
(تالیان)

وزیر صحت - (مولوی محمد حسن شاہ) جناب اسپیکر صاحب ا

مبارکباد — میں حساب کتاب اور اقتصادیات کا ماہر نہیں ہوں۔ سال ۴۵-۴۶ء کا جو بجٹ سردار غوث بخش خان رئیسائی، وزیر مالیات نے پیش کیا ہے اس کی تفصیل کئی موٹی موٹی کتابوں میں چھاپ دی گئی ہیں۔ حساب کتاب اور اقتصادیات جاننے والے لوگوں کی اکثریت کا خیال ہے کہ ہمارے وزیر مالیات نے بہت اچھا بجٹ پیش کیا ہے۔ میں اس پر اپنے محترم وزیر کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

قول کے مطابق عمل — جناب وزیر مالیات نے اپنی بجٹ تقریر میں کہا ہے کہ موجودہ صوبائی حکومت کے پیش نظر صرف یہ مقصد ہے کہ عوام کی حالت کو بہتر بنایا جائے اور اس مقصد کے حصول کے سلسلہ میں پٹھان اور بلوچ علاقوں میں کسی قسم کا امتیاز نہیں برتنا جائیگا۔ میں انکی پالیسی سے بالکل متفق ہوں لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ ہمارے ہر قول پر عمل بھی ہونا چاہیے اور عمل بھی اس طرح کہ لوگ خود یہ محسوس کریں کہ انصاف کیا جا رہا ہے اور ذریعوں کو وکالت کی ضرورت نہ ٹھکے اگر لوگ خود یہ محسوس نہ کریں گے تو بڑے بڑے کتابچے چھاپ کر تقسیم کرنے سے ہمارا اصل مقصد حاصل نہیں ہو سکے گا۔

منصوبوں پر عمل — ایک دوسری اہم بات جس کی طرف میں اس معزز ایوان کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اچھے بجٹ اور اچھے ترقیاتی منصوبوں کو منظور کرنا، شہر اور تعریف کے بعد ہمارے اکثر محکمے آرام کرنے لگ جاتے ہیں اور مالی سال کا بیشتر حصہ اس آرام میں گزر جاتا ہے۔ جب سال ختم ہونے کو آتا ہے تو تھوڑے وقت میں زیادہ سے زیادہ کام کرنے کے بارے میں سوچا جاتا ہے۔ وقت کی کمی کے باعث منظور شدہ منصوبوں پر احتیاط اور طریقے سے کام نہیں ہوتا

ان میں خامیاں رہ جاتی ہیں۔ زیادہ خرچ کرنا پڑ جاتا ہے اور بعض اوقات کچھ منصوبے ترک کر دینے کے سوا چارہ نہیں ہوتا۔ یہ اچھی بات نہیں اس سلسلہ میں متعلقہ محکموں کو پابند کرنا ہو گا کہ وہ سال شروع ہوتے ہی اپنے منصوبوں پر عملدرآمد کرنے کا آغاز کریں۔ نیز میں یہ بھی تجویز کروں گا کہ دوران سال مختلف منصوبوں پر عملدرآمد کا گاہ بگاہ آزادانہ جائزہ لینے کے لئے ہر محکمہ کے ذمہ داروں کی سرکردگی میں عوام کے نمائندوں پر مشتمل جائزہ کمیٹیاں قائم کی جائیں۔

انتظامیہ — وزیر مالیات نے اپنی تقریر میں نیپ حکومت کے اس غیر دانشمندانہ فعل کا ذکر کیا ہے جس کے باعث ہمارے بعض محکموں کا تربیت یافتہ عملہ دوسرے صوبوں کو بھیج دیا گیا تھا اور جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہماری انتظامیہ میں خلا پیدا ہو گیا ہے۔ بلاشبہ نیپ حکومت کا وہ اقدام درست نہ تھا۔ لیکن میرے خیال میں صرف اس اقدام کو برا کہنے سے کام نہیں بنے گا۔ بہلرا یہ فرض ہے کہ ہم اس خلاء کو پُر کرنے کے لئے کاغذی کارروائی کے سوا ایسے عملی اقدام کریں جس کے نتائج ظاہر ہوں۔ مثال کے طور پر پولیس پر کافی خرچ کیا جا رہا ہے اور ہم اسکے حق میں کہ پولیس اور امن عامہ قائم رکھنے کے ذمہ دار اداروں کو زیادہ سے زیادہ فعال اور موثر بنایا جائے لیکن مجھے افسوس ہے کہ ہنٹا پڑتا ہے کہ عوام کو آب تک یہ اطمینان نہیں کہ شہروں اور بستوں میں انکی جان، عزت اور مال محفوظ ہیں۔ پہاڑوں، ٹرکوں اور ریل کے راستوں پر تو ٹرینوں کی مذموم کارروائیاں ان کی سمجھ میں آتی ہیں لیکن شہروں میں غنڈہ گردی، چوری اور لوٹ مار کا موثر تدارک نہ ہونا ایک سوال بن کر ان کے ذہن میں ابھرتا ہے۔ ہمیں اسکی طرف پوری توجہ دینا ہوگی۔

خوراک — ہمارے وزیر مالیات نے فرمایا ہے کہ انہوں نے خوراک اور زراعت کے محکمے کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اس سے انتظام بہتر ہونے کی توقع ہے۔ خدا کرے کہ ایسا ہو۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ صرف ایک کی بجائے دو سیکریٹری مقرر کرنے سے کام نہیں چلے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ محکمہ خوراک سے راشی اور ذراہل افسروں کو نکال جائے اور اس محکمے میں کسی راشی اور ذراہل اور بنام افسروں کو نہ بھیجا جائے اور خوراک کے ہر حصے کے لوگوں کی ضروریات کا صحیح اندازہ لگا کر وہاں یکساں حساب سے راشن نہ صرف فراہم کیا جائے بلکہ مستحق لوگوں میں فی الواقع تقسیم کیا جائے۔ نیز اس انتظام کے بعد اسپیشل پورٹ کی لغت کو ختم کر دیا جائے۔ کیونکہ اس سے خویش پوری اور گران فروشی ہوتی ہے اور افسر شاہی کے

مزید تقویت ملتی ہے۔

کوئٹہ میونسپلٹی۔ ہم کچھ سالوں سے سن رہے ہیں کہ کوئٹہ میونسپلٹی بسوں اور ٹرکوں کے اڈے شہر

سے باہر نکالنے کا منصوبہ بنا رہی ہے۔ سبزی اور میوہ مارکیٹوں کو منتقل کیا جا رہا ہے۔ ٹریفک کنٹرول کو موثر کیا جا رہا ہے۔ اس مرتبہ بھی کوئٹہ شہر کو جنت الارضی بنانے کا ارادہ سنا یا گیا ہے۔ لیکن عوام یہ کہتے سنتے گئے ہیں کہ یہ صرف کاغذی منصوبے اور وعدے ہیں۔ اس ضمن میں کوئی کام کرنا کوئٹہ میونسپلٹی کے بس کا نہیں۔ میں اپنے محترم رفیق جناب سیف اللہ خان پر اچھے وزیر مملکت سے گزارش کروں گا۔ کہ وہ لوگوں کے اس خیال کا نوٹس لیں اور اپنے دور وزارت میں کوئٹہ کے لئے کچھ کر جائیں۔

تقادی قرضے۔۔۔۔۔ کاشتکاروں کو تقادی قرضے دینے کے لئے بجٹ میں چالیس لاکھ روپے رکھے

گئے ہیں۔ یہ بڑی اچھی بات ہے۔ میں اس سلسلہ میں عرض کروں گا کہ ہماری حکومت کوئی ایسا انتظام ضرور کرے کہ تقادی قرضے مستحق کاشتکاروں کو آسانی میں تاکہ یہ قرضے دیکر زراعت کے شعبہ میں جو فوائد حاصل کرنے کی توقع کی جا رہی ہے وہ حاصل ہوں۔ تجربہ یہ ہے کہ یہ قرضے با اثر زمینداروں کو دئے جاتے ہیں اور مستحق کاشتکاروں کو اول تو وقت پر آسانی سے یہ قرضے نہیں ملتے اور اگر مل بھی جاتے ہیں تو ان کا بڑا حصہ ان گزرگاہوں کی نذر ہو جاتا ہے جہاں سے قرضے کے حصول کے لئے ان کو گزرنا پڑتا ہے۔

آبپاشی۔۔۔۔۔ وزیر مملکت نے اپنی بجٹ تقریر میں زرعی اراضی کی آبپاشی کے سلسلہ میں ٹیوں

دلیوں پر زور دیا ہے اور اس صوبہ کا ایک اہم ذریعہ آبپاشی یعنی کاریزات غالباً نظر انداز ہو گیا ہے۔ پیشینہ تحصیل میں کاریزات کے ذریعہ آبپاشی کی جاتی ہے۔ میں نے حکومت کے متعلقہ محکموں کو کہا تھا کہ کاریز اسمبلی زئی۔ کاریز ابراہیم زئی اور کاریز شکر زئی، سمزئی کی مرمت کے لئے اور بند خوشدل خان اور بند لوٹڑہ کی صفائی کی خاطر منصوبے تیار کریں لیکن جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے اب تک کچھ نہیں ہوا۔ میں وزیر متعلقہ سے اپیل کروں گا کہ وہ ان کاریزات اور بنیاد کی طرف بھی توجہ دیں۔ علاوہ انہیں پشیمین کے علاقہ میں زمینداروں کو ٹیوں اور انجن اور دھتوں کی ضرورت ہے تاکہ زراعت کو فروغ ملے۔ میری گزارش ہے کہ اس علاقہ کے لئے کم از کم

ایک سو ڈیڑھ لاکھ روپے اور پچاس روپے بہم پہنچانے کا بندوبست کیا جائے۔

زراعت — یکڑوں اور بیماریوں کی وجہ سے ہماری فصلات کو جو نقصان پہنچتا ہے اس سے

ہمارے وزیر مالیات و زراعت اچھی طرح باخبر ہیں۔ اس نقصان سے بچنے کے لئے انہوں نے تقریباً بارہ لاکھ روپے خرچہ کرنے کا منصوبہ بجٹ میں شامل کیا ہے۔ یہ اقدام قابل تائید ہے۔ میں ان کی خدمت میں عرض کرونگا کہ اس رقم کو صحیح طریقے پر خرچہ کرنے کا بندوبست کیا جائے کیونکہ لوگوں کا خیال ہے کہ اس رقم کا صحیح استعمال نہیں ہوتا۔ جہاں تک مرغیانی لہجہ تجرباتی فارموں کا تعلق ہے۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ کثیر اخراجات کے باوجود ان میں خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ اسکی وجوہات معلوم کی جائیں اور خامیوں کا نوٹ تدارک کیا جائے۔

تعلیم — یہ موجودہ صوبائی حکومت کا بہترین فیصلہ ہے کہ آئندہ تمام سرکاری سکولوں

میں میٹرک تک تعلیم مفت ہوگی۔ میں امید ہے کہ عوام اس سے پورا فائدہ اٹھائیں گے۔ یہ عمل بھی قابل تعریف ہے کہ اگلے مالی سال میں ایک سو نئے پرائمری سکول، چار ہائی سکول اور تین کالج کھولے جائیں گے۔ لیکن جیسا کہ میرے محترم میر شاہنواز خان شاہیلانی نے کہا ہے صرف بلڈنگ تعمیر کرنے سے مقصد حاصل نہیں ہوگا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان سکولوں، کالجز کے لئے سہولتیں اور تجربہ کار اساتذہ مقرر کئے جائیں اور ان کی فلاح و بہبود کی طرف توجہ دی جائے تاکہ وہ سکولوں میں بڑھ جانے کی بجائے اپنے مطالبات کے سلسلہ میں مڑوں اور گلیوں میں نہ نکل آئیں۔ میں اس موقع پر اپنے عزیز طالب علموں سے بھی اپیل کرونگا کہ وہ حکومت کی دہیا کردہ سہولتوں سے پورا فائدہ اٹھائیں۔ اپنی تعلیم و تربیت کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ کیونکہ وہ تعلیم پا کر ہی ذمہ داریاں سنبھالنے کے قابل ہو سکتے ہیں جو مستقبل میں اس عزیز وطن کے لئے ان پر عائد ہوں گی۔ اگر خدائے خداست وہ طالب علمی کے زمانہ ہی سے علی سیاست میں وابستہ ہو گئے اور سکول اور کالجز کو چھوڑ کر بات بات پر مڑوں پر نکلنے کے عادی ہو گئے تو وہ ان توقعات پہ پورے سے نازتہ سیکھ گئے جو قوم ان سے وابستہ رکھتی ہے۔

صحت — صحت میرا اپنا حق ہے۔ ہم کو شش کر رہے ہیں کہ صوبہ کے ہر حصہ میں اسپتال

تعمیر کروائیں۔ تہہ و تیغ کو کنٹرول کرنے کے مرکزوں وغیرہ کے لئے بلڈنگ تعمیر کر دی جائیں اور ذوال

دوائیاں، جراحی کا سامان، ایکس رے کی مشین وغیرہ فراہم کر دی جائیں۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ان کے لئے ہمارے پاس سند یافتہ ڈاکٹروں کی مطلوبہ تعداد میسر نہیں۔ سند یافتہ ڈاکٹروں اور لیڈی ڈاکٹروں کی غیر موجودگی کو کوئٹہ سے باہر شدت سے محسوس کیا جا رہا ہے۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ دوسرے صوبوں سے اپنی کمی کو پورا کریں۔ لیکن اسمیں بھی اب تک ہمیں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ بہر حال ہماری کوششیں جاری ہیں۔ ہم نے اپنے ڈاکٹروں کو جو کوئٹہ میں اپنا معینہ عرصہ گزار چکے ہیں باہر لوگوں کی خدمت کے لئے بھیجنے کی جب بھی کوشش کی ہے تو ڈاکٹر صاحبان نے باہر جا کر عوام کی خدمت کرنے سے پہلو ہتی کی ہے۔ ہمیں احساس ہے کہ باہر خصوصاً دیہی علاقوں میں انہیں شہری آسائش میسر نہیں لیکن جن معزز طبقہ سے ان حضرات کا تعلق ہے اس کی ذمہ داریوں کا تقاضہ ہے کہ وہ بیمار انسانوں کی ہر جگہ خدمت کریں۔ کوئٹہ ہسپتال کی کارکردگی کے بارے میں میرے معزز دوست خان محبوب خان اچکزئی نے پچھلے دنوں شکایات کی ہیں اور مجھ سے گلہ کیا ہے کہ میں اس ہسپتال کا معائنہ نہیں کرتا۔ میں نے ان کو یقین دلایا ہے کہ اگر کوئی واضح شکایت ہمارے علم میں آئی تو ہم اسپر کارروائی کریں گے۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ شکایات کم سے کم ہوں لیکن میں ایک بات واضح کر دوں کہ ڈاکٹروں کی کمزوری کی کمی نے ہمیں استقدر مجبور کر دیا ہے کہ اگر ہم کسی دلچسپ ڈاکٹر صاحب کو اس کا فرض یاد دلاتے ہیں۔ اسے بیماروں کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کرتے ہیں یا اوقات کار کے دوران اپنے فرائض منصبی کی طرف ہمہ تن متوجہ ہونے کی ضرورت کا احساس دلاتے ہیں تو وہ لوگ مری جوڑ دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اسکے خیال میں وہ نوکری کی بجائے باہر رہ کر تنخواہ سے زیادہ کما سکتا ہے۔ بہر حال ہم کوشش کرتے رہیں گے کہ ہم اپنے اسپتالوں کی حالت کو اپنا مجبوروں کے باوجود کچھ سدھاریں۔

مواعلات — جناب وزیر مالیات نے فرمایا ہے کہ انکے توجہ فی الحال اہم شاہراہوں کی طرف مبذول ہے جب یہ شاہراہیں مکمل ہو جائیں گی تو ذیلی سڑکوں کی طرف توجہ دی جائے گی۔ یہ درست ہے کہ بڑی سڑکوں کی طرف پہلے توجہ دی جائے لیکن ان سڑکوں کی تعمیر میں اتنا وقت تو نہ لگنا چاہیے کہ وہ لوگ جو ذیلی سڑکوں کے وسیع اپنی حالت سدھارنے کی امید پر بیٹھے ہوں وہ اکتا جائیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ شاہراہوں کی تعمیر اور تکمیل کے ساتھ ساتھ کچھ ایسی ذیلی سڑکیں بھی ہمارے ترقیاتی پروگرام میں شامل ہوں جنکی دیہی علاقے کے لوگوں اور کاشتکاروں کو ضرورت ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا

پڑتا ہے کہ میں گزشتہ تین سال سے لگا تار مطالبہ کر رہا ہوں کہ پشین بازار سے تو یہ کارٹری (دبراستہ بر شور) - پشین بازار سے بلوڑی (دبراستہ ردد ملاڑی) پشین بازار سے عبداللہ خان (دبراستہ حرمزئی، گانگلڑی) - پشین بازار سے کہ بلا (دبراستہ ہیکلڑی) اور تور مرطہ تا ناباغہ کچی سڑکوں کو بچھتا کیا جائے۔ لیکن آج تک کسی حکومت نے اسکی طرف توجہ نہیں دی۔ میں اپنے معزز رفقا کو یہ مشورہ دوں گا کہ وہ اس علاقے کے لوگوں کو عرومی کے احساس میں مبتلا نہ ہونے دیں۔ انکی ضروریات کا خیال رکھیں تاکہ یہ لوگ بھی کھلے دل سے حکومت سے تعاون جاری کر سکیں۔

دیہی ترقیاتی پروگرام - اس سلسلہ میں میں صرف اس قدر عرض کروں گا کہ اب تک ہم نے اس پروگرام کا کوئی قابل ذکر کام نہیں دیکھا۔ البتہ ہم یہ ضرور دیکھ رہے ہیں کہ افسروں اور عملہ کی بھرتی بڑے زوروں پر ہے۔ میری تجویز ہے کہ چونکہ اب تک ہم نے دیہی علاقوں میں ہدایتی ادارے قائم نہیں کئے جن میں لوگوں کے منتخب نمائندے ان کی ترجمانی کریں اسلئے مناسب یہ ہو گا کہ دیہی ترقیاتی پروگرام کے تحت منصوبوں پر عملدرآمد کے لئے عوامی نمائندوں پر مشتمل کمیٹیاں بنائی جائیں۔

واپڈ - ماسوائے شکایات کے واپڈا کے پاسے میں میں نے کچھ نہیں کہا۔ خدا کرے کہ یہ ادارہ اپنی موجودہ روش چھوڑ کر عام لوگوں کے مفاد میں کچھ نیک کام کرے۔

متفرق - میں آخر میں دو باتوں کے بارے میں ضرور کچھ کہوں گا۔ اول تو یہ بلوچستان کے طول و عرض میں دورے کر کے اور لوگوں سے مل کے لاکمیشن نے جو رپورٹ مرتب کی تھی اس پر جلد از جلد عمل کیا جائے۔ کہا جاتا ہے کہ لوگوں کی اکثریت نے پورے صوبہ بلوچستان میں ہلائی اور شرعی قوانین نافذ کرنے کے حق میں رائے دی تھی۔ یہ ملک اسلام کی بنیاد پر دنیا کے نقشے پر ابھرا تھا۔ اور ہمارا آئین اسلامی ہے اسلئے کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ لاکمیشن کی سفارشات کو عملی جامہ پہنانے میں تاخیر ہو۔

دوسری بات قادیانیوں کا مسئلہ۔ پاکستانی قوم کی اکثریت کا مطالبہ ہے کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے اور قادیانی سرکاری ملازمین کو کلیدی آسامیوں سے ہٹایا جائے اور رپورٹ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔ میں ان مطالبات کی ہندو تائید کرتا ہوں اور اس معزز ایوان کی وساطت سے

قائد عوام کو اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے وعدے کے مطابق بلا تاخیر یہ معاملہ قومی اسمبلی میں پیش کرے تاکہ آئین میں مناسب ترمیم ہو سکے۔ میں نے ان دو اہم باتوں کو اپنی تقریر میں اسلئے شامل کیا ہے کہ یہ بڑی اہم باتیں ہیں جن پر ہم نے انفرادی اور اجتماعی طور پر ضرور توجہ دینی ہے اور جن کو ہمیں بطریق احسن نبھانا ہے۔

جناب اسپیکر! میں آپ کا اور اپنے رفقا کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ حضرات نے میری گزارشات کو اطمینان سے سماعت فرمایا۔
 صحیحہ مگر قبول افت رہے عزت شرف۔

میر صاحب علی بلوچ - مٹر ڈیپ اسپیکر۔ بجٹ پر اظہارِ خیال سے پہلے یہ ضروری ہے کہ میں ملک کے اس سیاسی پس منظر کو پیش کروں اور اس پر آشوب دور پر روشنی ڈالوں جس سے گذر کر یہ ملک ترقی کی طرف گامزن ہے۔ جناب والا۔ جس وقت پاکستان پیپلز پارٹی نے اقتدار سنبھالا اس وقت ملک ایک انتہائی نازک دور سے گذر رہا تھا عوام میں اتنی بے چینی تھی کہ لوگوں کو کسی پر اعتماد نہیں تھا ملک کے دو ٹکڑے ہو چکے تھے اور سب سے بڑا حصہ ہم سے کٹ چکا تھا ملک کی معیشت بالکل ختم ہو چکی تھی اور اس ملک کے سرمایہ دار اور جاگیر دار وطن دشمن یہ چاہتے تھے کہ سب سے بڑا ٹکڑا کٹ چکا ہے اور اب جو ٹکڑا باقی بچا ہے اسکو ہم ٹکڑے ٹکڑے کریں گے۔ جناب والا۔ اس زمانے میں

ہمارے چیئرمین، ہمارے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو نیویارک میں تھے انکو وہاں سے بلا دیا گیا جس وقت وہ یہاں آئے ہر شخص سمجھ رہا تھا کہ ذوالفقار علی بھٹو اتنی بڑی ذمہ دار قبول نہیں کریں گے۔ کیونکہ اس ملک کے اتنے ریزرے ہو چکے ہیں کہ اب انکو کوئی شخص اکٹھا نہیں کر سکے گا۔ لیکن ہمارے چیئرمین نے فرمایا کہ میں صرف قوم کی طاقت پر بھروسہ رکھتا ہوں میں اس ملک کے محنت کش طبقے پر بھروسہ رکھتا ہوں افشار الفیہ میں اس ملک کے ہتے بھی ٹکڑے ہو چکے ہیں سب کو سمیٹ کر ایک نئے پاکستان کی تعمیر کرونگا۔

جناب والا۔ ملک کی معیشت استقرتیاہ ہو چکی تھی کہ یہاں کے سرمایہ داروں نے سارا سرمایہ باہر منتقل کر دیا تھا۔ بین الاقوامی سطح پر ہماری کرنسی کی کوئی قیمت نہیں تھی۔ جس کی وجہ سے ہماری گورنمنٹ کو اسکی قیمت کم کرنا پڑی۔ ذوالفقار علی بھٹو نے تین دن میں تمام عرب ممالک کا دورہ کیا اور انکو سنا تو ملا کہ ایک

نئے پاکستان کی تعمیر کا آغاز کیا اور جناب داللا اسکے بعد بھی انکو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا انہوں نے صبر سے پاکستان کے عوام کی مدد سے ان تمام تکلیفات کا مقابلہ کیا۔ اور آج سب چیزیں ہمارے سامنے ہیں۔ ہم ایک نئے پاکستان میں رہ رہے ہیں اور تمام بیرونی طاقتوں کا اور یہاں اندرونی سازشوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

جناب داللا! اس کے بعد پیپلز پارٹی نے بلوچستان میں نیپ (نیشنل عوامی پارٹی) کو گورنمنٹ دی۔ نہ صرف گورنمنٹ دی بلکہ گورنر بھی انکا منتخب کیا حالانکہ یہ مرکز کا کام ہے کہ وہ جسکو چاہے یہاں اپنا نمائندہ بنا سکتا ہے۔ لیکن ہمارے چیرمین نے نیپ کا گورنر اسلئے رکھا کہ بعد میں وہ یہ نہ کہیں کہ ہمارے لئے مشکلات پیدا کی گئیں انکو معلوم تھا کہ یہ باتیں پیدا ہونگی۔

جناب داللا۔ نیپ کی گورنمنٹ آئی تو ہم سب نے دیکھا کہ وہ ایک مخصوص طبقے کی حکومت تھی اور وہ یہاں ہڑاری نظام چلانا چاہتے تھے۔ انہوں نے یہاں سرداروں کے ہاتھ مضبوط کئے یہاں کے لوگوں کو انہوں نے اتنا ٹنگ کیا کہ انہیں قتل کرنا شروع کر دیا لوگوں کے گھر جلانے گئے۔ سبیل کے واقعات مکران کے اور حجاز کے علاقے اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ نیپ کی حکومت نے لوگوں کو تنگ کیا اور سرداروں کے ہاتھ مضبوط کئے جس وقت نیپ والے ووٹ لینے نکلے تھے تو سرداری ٹیکس جو ششک کہتے تھے بند کرنے کا وعدہ کیا۔ لیکن جب لوگوں نے ووٹ دینے تو انکا ششک ختم نہ کیا گیا اور جس نے ششک ختم کرنے پر زور دیا تو اسکے گھر جلانے گئے۔ پیپلز پارٹی نے اسکو ختم کرنے کا وعدہ نہیں کیا تھا بلکہ لوگوں کی پریشانی دیکھ کر اس لعنت سے انہیں چھٹکارا دیا اگر کسی نے دیا ہے تو یہ بھی ہماری پارٹی کا کارنامہ ہے۔ جناب داللا۔ پیپلز پارٹی نے عوام کے طرف سے منظور کئے ہوئے منشور پر عملدرآمد شروع کیا ہے اور زرعی اصلاحات ہماری پارٹی نے نافذ کی ہیں مزدوروں کے لئے انہوں نے اتنا کچھ کیا ہے کہ شاید ہی پاکستان میں اس سے پہلے کبھی ہوا ہو۔ بین الاقوامی سطح پر بھی ہماری پارٹی نے اتنا کچھ کیا ہے جتنا کسی بھی ترقی پسند ملک نے شاید کہیں کیا ہو یہ تمام باتیں صرف اور صرف ہماری پارٹی کی وجہ سے ہوئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے ابھی تک سازشوں سے چھٹکارا حاصل نہیں کیا بلکہ سازشیں اب بھی جاری ہیں ملک کے اندر اور ملک کے باہر لیکن میں جانتا ہوں کہ پیپلز پارٹی عوام کی پارٹی ہے۔ پیپلز پارٹی کا منشور ہے کہ وہ عوام کی طاقت پر بھروسہ رکھتی ہے۔ جس طرح ہم نے پہلے سازشوں کا مقابلہ کیا ہے انشاء اللہ اب پھر سازشوں کا اندرونی اور بیرونی مقابلہ کریں گے۔

جناب والا۔ میں بجٹ کی کسی صورت میں تعریف نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ سنٹرل گورنمنٹ کی طرف سے جو مدد دی جاتی ہے دوسرے صوبوں کا حق مار کر وزیر اعظم بھٹو کی حکومت ہمیں اتنا فنڈ فراہم کر رہی ہے وہ اسلئے فراہم نہیں کر رہی ہے کہ ہم یہاں سیکرٹیریوں کے لئے گاڑیاں خریدیں۔ پچاس پچاس لاکھ بنگلوں پر خرچ کریں ایک لاکھ روپے آنکھ لٹائے، ڈی لے " دیں۔ وہ دھڑا اس ملک کے مزدوروں اور کسانوں کی بہتری کے لئے دی گئی تھی۔ اس بجٹ میں ہم نے ایک چیز دیکھی ہے پچھلے سال ہمارا بجٹ ۲۴ کروڑ کا تھا اور اس سال اکیس کروڑ کا ہے۔ جس میں ۴ کروڑ پرانی اسکیموں کے لئے رکھے گئے ہیں اور سات کروڑ نیا اسکیموں کے لئے رکھے گئے ہیں تو اسکا مطلب یہ ہے کہ پچھلے سال بھی ۲۴ کروڑ روپے خرچ ہوئے اور اب بھی ۴ کروڑ رکھ دیئے گئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ پچھلے سال کی بوچستان میں کوئی مکمل اسکیم دکھا دیں اسکا مطلب کیا ہوا وہ فنڈز کہاں گئے وہ ۴ کروڑ کہاں گئے۔ اسکے متعلق تو آپ ہی بہتر جان سکتے ہیں۔ تو جناب والا۔ ہم سب اس صوبہ میں رہتے ہیں یہاں پر ہم غریب عوام کے نمائندے اپنی پارٹی کے نمائندے ہیں، اپنے قائد کے نمائندے ہیں۔ ہم ملک اور اپنے ملک کی خوشحالی کے لئے کچھ کریں۔ جب ترقی کے لئے کچھ نہیں ہو رہا تو میں کس طرح سے کہہ سکتا ہوں کہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ اگر میں یہ کہوں تو یہ صوبہ اور عوام سے غداری ہوگی۔ میں مر جاؤنگا اس طرح کی غلط بات نہ کہوں گا۔

جناب والا۔ میں ایک اور بات پرانی بروج کے متعلق کروں گا۔ مجھے پڑھ کر حیرانی ہوئی کہ اس پر پچاس فیصد کام مکمل ہو چکا ہے وہاں تو ذرہ بھر کام نہیں ہوا ہے وہ نڈی تو ویس کی ویسی پڑی ہوئی ہے کام بالکل نہیں ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ۵۰ فیصد کام کیسے مکمل ہو گیا ہے یہ اسمبلی ایک مفرد ادارہ ہوتے یہاں پر۔ ہمیں حقائق بیان کرنے چاہئیں۔ اور حقائق بیان کرنے آتے ہیں۔

قائد ایوان - جناب والا میں ایک چیز کی وضاحت کر دوں تاکہ مفرد ممبرنل سے تقریر جاری رکھ سکیں وہ

یہ کہ پرانی بروج کا جہاں تک تعلق ہے میرے خیال میں میرے محترم دوست نے پوری طرح پڑھا نہیں ہے یا انہیں علم نہیں ہے۔ ۵۰ فی صد کام میں سروے وغیرہ شامل ہوگا۔ کوئی اوتھ ورک ہوگا۔

میر صاحب علی بلوچ - جناب والا۔ سروے وغیرہ بھی کچھ کام ہی نہیں ہوا وہاں تو پوائنٹ

ذیرو ذیرو کام نہیں ہوا۔ میں کیسے کہہ دوں کہ کام ہوا ہے۔ میں کیسے مان سکتا ہوں لوگ تو مجھے کان سے

پکڑ کر چاکو جو بکھا دیں گے کہ یہ کام بالکل نہیں ہوا ہے۔ بار بار ہمیں حکومت سے یہ یقین دہانی کرانی چلتی ہے کہ اتنے فنڈز ہیں اتنی رقم ہے سب کو روزگار مل جائیگا۔ جناب والا۔ جہاں کہیں بھی چلے جائیں گے کہ رٹہ کی گلیوں میں چلیں کئی ایم اے پاس، اے۔ اے پاس کافی لوگوں کو روزگار نہیں ملا ہے اور نہ مل رہا ہے۔ پتہ نہیں کلیدی آسامیوں پر کن کو لگایا جا رہا ہے۔ آپ سیکریٹریٹ میں چلے جائیں سوائے ایک سیکریٹری بلوچ کے دوسرا سیکریٹری نہیں ملے گا۔ اور کسی بلوچ کو روزگار پر نہیں لگایا جا رہا ہے۔ کئی افسران تو اسلام آباد میں بیٹھے ہیں یا کسی اور جگہ۔

ٹریٹمنٹ اسپیکر۔ اب وقت ختم ہوا۔ معزز رکن اپنے تقریر کی جاری رکھ سکتے ہیں۔ اب اجلاس کی کارروائی ۲۴ جون بروز دوشنبہ صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اجلاس کی کارروائی بحکم پین منٹ پر دوشنبہ ۲۴ جون ۱۹۷۲ء کو ملتوی ہو گئی)